Digitized by Khilafat Library Rabwah

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فون ۴۴۹

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

جسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم ہفتہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸ | ۱۹ شعبان ۱۳۹۴ھ ، ۷ تبوک ۱۳۵۳ھش ، ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء | نمبر ۲۰۶

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۷ تبوک ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے :۔

طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے ، الحمد للہ

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے ۔ آمین

ربوہ ۷ تبوک ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل ۶ تبوک کو مسجد اقصیٰ میں نمازِ جمعہ پڑھائی ۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے کلمہ طیبہ کی نہایت لطیف تشریح بیان کر کے اس امر پر روشنی ڈالی کہ احمدی ہونے کی حیثیت میں ہمیں حضرت مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات اور حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جلال و عظمتِ شان کی جو معرفت حاصل ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے ہمارا اور کوئی مطلوب و محبوب اور معبود و مطاع نہ ہو اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خشیت کے سوا کسی اور کا ڈر اور خوف ہمارے دل میں نہ ہو اور ہم عجز و انکسار کے ساتھ غلبۂ اسلام کے لئے بشاشت سے قربانیاں دیتے چلے جائیں ۔

حضور نے فرمایا ہمارا کلمہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ اپنے اندر بہت وسیع اور عمیق معانی رکھتا ہے اور سچ تو یہ ہے کہ خلق عالمین کا منبع اور سرچشمہ بھی یہی ہے اور بقائے کائنات کا ستون بھی یہی کلمۂ طیبہ ہے ۔ اس کے دو اجزاء ہیں ۔ پہلا جزو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور دوسرا جزو ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لغت کی رُو سے ہمیں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے چار معانی بتائے ہیں ، پہلے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے سوا ہمارا اور کوئی مطلوب نہیں ہے ، دوسرے معنے یہ ہیں اللہ کے سوا ہمارا اور کوئی محبوب نہیں ہے ، تیسرے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے سوا ہمارا اور کوئی معبود نہیں ہے ، چوتھے معنے یہ ہیں کہ اللہ کے سوا ہمارا اور کوئی مطاع نہیں ہے یعنی صرف اور صرف اللہ ہی ہمارا مطلوب و محبوب اور معبود و مطاع ہے ۔

اللہ ہی کو اپنا مطاع تسلیم کرنے کے لازمی اور ناگزیر نتیجہ کے طور پر کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ہمارے سامنے آجاتا ہے کیونکہ ہم اللہ کی اطاعت نہیں کر سکتے جب تک ہمیں اُس کے فرمان کا علم نہ ہو اور اُس کے فرمان کا ہمیں علم نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم فرمان لانے والے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جلال اور عظمتِ شان پر ایمان نہ لائیں اور اس بات کو دلی بصیرت کے ساتھ تسلیم نہ کریں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف قیامت تک قائم رہنے والی کامل و مکمل شریعت لائے

(باقی صفحہ ۸ پر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبِّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت سیّدنا و مولٰینا محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم خاتم النّبیّین و خیر المرسلین ہیں

”ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لُبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ، ہمارا اعتقاد جو ہم اِس دُنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل و توفیقِ باری تعالیٰ اِس عالَمِ گذران سے کُوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیّدنا و مولٰینا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ، خاتم النّبیّین و خیر المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمالِ دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہِ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتمِ کُتبِ سماوی ہے اور ایک شُعشہ یا نُقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اَوامر سے زیادہ نہیں ہو سکتا اور نہ کم ہو سکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکامِ فُرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغییر کر سکتا ہو ۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعتِ مومنین سے خارج اور مُلحد اور کافر ہے ۔ اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراطِ مستقیم کا بھی بغیر اتّباع ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ راہِ راست کے اعلیٰ مدارج بجز اقتداء اُس امام الرُّسل کے حاصل ہو سکیں ۔ کوئی مرتبہ شرف و کمال کا اور کوئی مقام عزّت اور قُرب کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم ہرگز حاصل کر ہی نہیں سکتے ۔“ (ازالۂ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۳۷ ، ۱۳۸)

پبلشر :۔ مسعود احمد ؛ پرنٹر :۔ سید عبدالحی ؛ مطبع :۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقامِ اشاعت :۔ دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۷، تبوک ۱۳۵۳ھ

انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی

دعا ایک زبردست طاقت اور ہتھیار ہے جس کی مدد سے انسان بڑے سے بڑے دشمن کے ضرر سے بچ سکتا ہے اس لئے کہ دعا کرنے والا خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اور جو خدا کی حفاظت میں ہو اُسے بھلا کون گزند پہنچا سکتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور اس کے فضل و رحمت کو جذب کرنے کا سب سے مؤثر ذریعہ بھی دعا ہی ہے۔ اسی لئے دعا کے ذریعہ انسان نہ صرف دشمنوں کے ضرر سے بچ سکتا ہے بلکہ انہیں زیر کرکے اور ان پر فتحیاب ہوکر ان کے ضرر کا ہمیشہ ہمیش کے لئے سدِّ باب کرنے میں بھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ جب دعا کے ذریعہ انسان کو ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کی تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے تو پھر کونسی مشکل ایسی ہو سکتی ہے جو دعا کے ذریعہ حل نہ ہو سکے اور کونسی مصیبت ایسی ہو سکتی ہے جو اس کے ذریعہ دُور نہ ہو سکے۔ ہر مشکل ہر مصیبت، ہر آفت، ہر بلا اور ہر امتحان و ابتلاء کا ایک ہی علاج ہے کہ انسان تضرّع و عاجزی کے ساتھ خدا کے آستانہ پر جھکے اور اُس سے تائید و نصرت کا طالب ہو۔ وہ خدا جو بے انتہاء رحم کرنے والا اور بار بار کرم کرنے والا ہے اور جس کی قدرتوں اور طاقتوں کی کوئی انتہا نہیں، اپنے عاجز بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اپنے قادرانہ تصرفات کے ماتحت مشکلات و مصائب کے پہاڑوں کو کالعدم کرکے رکھ دیتا ہے۔

دعا کی اس بنیادی اہمیت اور اس کی عظیم الشان تاثیرات کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مسلمانوں کو دعا کو لازم پکڑنے اور دعاؤں سے کسی حال میں بھی غافل نہ ہونے کی بار بار تاکید فرمائی ہے جیساکہ فرماتا ہے:۔

(۱) فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۝ (المؤمن آیت ۶۶)
اُسی کے لئے عبادت کو خالص کرتے ہوئے اللہ کو پکارو۔

(۲) اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ط (الاعراف آیت ۵۶)
اپنے رب کو گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی پکارو۔

(۳) وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ط اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (الاعراف آیت ۵۷)
اللہ کو (اُس کے غضب سے) ڈرتے اور (اسکی رحمت کی) امید رکھتے ہوئے پکارو۔ بلاشبہ اللہ کی رحمت اخلاص سے نیکی کرنے والوں کے بہت نزدیک ہے۔

جہاں اللہ تعالیٰ نے دعا کی عظیم الشان تاثیرات اور برکات کے پیشِ نظر دعائیں کرنے کی مختلف پیرایوں میں بار بار تلقین فرمائی ہے وہاں دعاؤں سے اعراض اختیار کرنے یا غفلت برتنے کی انتہائی مضرت سے بھی خبردار فرمایا ہے جیساکہ فرمایا:۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ج (الفرقان آیت ۷۸)
(اے رسول) تُو ان سے کہہ دے کہ میرا رب تمہاری پرواہ ہی کیا کرتا ہے اگر تمہاری طرف سے دعا (اور استغفار) نہ ہو۔

ان آیاتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ جس شخص کو دعا پر ایمان حاصل نہیں اور جو دعا سے اعراض کرنے والا ہے یا ایمان حاصل ہونے کی صورت میں دعاؤں کے معاملہ میں غفلت سے کام لیتا ہے وہ بڑا ہی بدقسمت ہے۔ برخلاف اس کے جسے دعا پر کامل اور زندہ ایمان حاصل ہے اور وہ ہر وقت دعا میں مصروف رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور رونا اور گڑگڑانا اس کی عادت ہے وہ بلاشبہ بہت ہی خوش قسمت ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اوّلاً دعا سے غافل انسان کی بدقسمتی کا ذکر کرتے فرمایا ہے:۔

"دعا کی بہت بڑی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ہی نیک صحبت میں رہنا چاہیئے۔ (ضروری ہے کہ انسان) سب تعصّبوں کو چھوڑ کر دُنیا سے الگ ہو جائے۔ جس طرح وہ شخص جو اُس جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں طاعون پھیلی ہوئی ہے خطرہ کی حالت میں ہوتا ہے اسی طرح جو شخص اپنی حالت کو بدل نہیں ڈالتا اور اپنی زمین تبدیل نہیں کرتا اور الگ ہو کر نہیں سوچتا کہ کس طرح پاک زندگی پاؤں اور خدا اسے دُعا نہیں مانگتا وہ خطرہ کی حالت میں ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۷۴)

برخلاف اس کے حضور علیہ السلام اُس شخص کو جو ہر وقت خدا تعالیٰ کے حضور میں گریاں رہتا اور دُعائیں کرنے سے کبھی نہیں تھکتا بڑا ہی خوش بخت و خوش نصیب انسان قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میرے نزدیک دعا بہت عمدہ چیز ہے اور میں اپنے تجربہ سے کہتا ہوں، خیالی بات نہیں، جو مشکل کسی تدبیر سے حل نہ ہوتی ہو اللہ تعالیٰ دُعا کے ذریعہ سے اسے آسان کر دیتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ دُعا بڑی زبردست اثر والی چیز ہے۔ بیماری سے شفاء اس کے ذریعہ سے ملتی ہے، دنیا کی تنگیاں مشکلات اس سے دُور ہوتی ہیں، دشمنوں کے منصوبوں سے یہ بچا لیتی ہے اور وہ کیا چیز ہے جو دُعا سے حاصل نہیں ہوتی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ انسان کو پاک یہ کرتی ہے اور خدا پر زندہ ایمان یہ بخشتی ہے ..... بڑا ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جس کو دُعا پر ایمان ہے کیونکہ وہ خدا کی عجیب در عجیب قدرتوں کو دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ کو دیکھ کر ایمان لاتا ہے کہ وہ قادر کریم خُدا ہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۲۶۵، ۲۶۶)

پس انسان کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ وہ دُعا پر ایمان سے محروم ہو یا پھر ایمان رکھنے کے باوجود دُعا کرنے سے غافل ہو اور اُس کی سب سے بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ وہ دعا پر زندہ ایمان سے مالامال ہو اور اس کے دن اور رات دعا کرنے میں بسر ہوتے ہوں۔ کیونکہ وہ ایک چشمۂ شیریں کے کنارے بیٹھا ہے اور اس کے سرد و شیریں اور فرحت بخش آبِ زلال سے ہر دم شاد کام ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے وہ اس سے نوازتا ہے اور اس کیلئے اپنی قدرت کا قوی ہاتھ ظاہر کرتا اور عجائب کام دِکھلاتا ہے۔

انسان کی بڑی سعادت اور اسکی حفاظت کا ذریعہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دُعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلّح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دُعاؤں سے لاپرواہ ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اسکی خیر ہرگز نہیں ہے ایک لمحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اُس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ یہی دُعا ہے۔ یہی دُعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رمضان المبارک کے فوائد اور برکات

سلطان احمد پیرکوٹی

رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ ہر اہل ایمان کا دل اس سے مسرور ہے کیونکہ رمضان المبارک مومنوں کے لئے موسم بہار کی مثال ہے۔ اس میں ان کے دلوں میں عرفان اور محبت الٰہیہ کے چشمے پھوٹنے لگتے ہیں۔ ان کے دلوں کے زنگ دور ہو جاتے ہیں۔ میل کچیل جاتی رہتی ہے اور ان پر ایک عجیب نکھار آجاتا ہے رمضان المبارک میں مومن اپنے دلوں میں تروتازگی محسوس کرتے ہیں جس طرح موسم بہار میں درختوں کے پھل اور پھول نکلتے ہیں۔ میدانوں میں نئی نئی روئیدگیاں نکل آتی ہیں اسی طرح انسان کو بھی رمضان المبارک میں قسم قسم کے نیک اعمال بجالانے کی توفیق ملتی ہے اور وہ اپنے پر نازل ہونے والے خدا تعالیٰ کے افضال اور نعماء کو دیکھکر بارگاہِ حضرت احدیت میں سر بسجود ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(البقرہ ۱۸۴)

اے مومنو! ہم نے تم پر رمضان المبارک کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور اس عبادت میں تم منفرد نہیں۔ یہ کوئی نئی عبادت نہیں یہ کوئی نئی نیکی نہیں جو تمہارے ذریعہ قائم کی جا رہی ہے۔ دنیا کا کوئی اہم اور قابل ذکر مذہب ایسا نہیں جس میں روزے موجود نہ ہوں۔ روزوں کی تعداد میں بے شک فرق ہوگا روزے رکھنے کے طریق میں بھی ہوگا۔ لیکن بہرحال روزہ کسی نہ کسی صورت میں ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ پس یہ مت خیال کرو کہ روزوں کی فرضیت میں مسلمانوں کو کوئی خصوصیت اور امتیاز حاصل ہے تم سے پہلی قوموں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے۔ ہاں تم سے یہ امید ضرور رکھی گئی ہے کہ تم اس غرض کو ضرور پورا کرو گے جس کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں۔ روزہ کے ذریعہ تم پر تقویٰ کی راہیں کھولی گئی ہیں۔ اسلئے تم اس امر کے ذریعہ تقویٰ کے اعلیٰ مقام کو حاصل کرنے کی کوشش کرو اور اس سے دینی اور دنیوی دونوں قسم کے فائدے حاصل کرو۔

(۲)

قرآن کریم میں جہاں روزوں کی فرضیت کا ذکر ہے وہاں ساتھ ہی ان کی غرض و غایت کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ

(بقرہ ۱۸۴)

اتقاء وقایہ سے ہے جس کے معنے ڈھال یا ایسی چیز کے ہیں جس کے ذریعہ انسان دوسرے کے حملے سے محفوظ رہتا ہے سو اتقاء کے معنے ہوئے ڈھال بنانا۔ وقایہ بنانا۔ بچاؤ اور نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۔ میں روزہ کا پہلا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں انسان ہر شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے ذریعہ انسان ان تمام شیطانوں کا مقابلہ کر سکتا ہے جو اسکی ہر ایک اندرونی طاقت اور قوت پر غلبہ پائے ہوئے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث نبوی ہے کہ:۔

اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ
فُتِّحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ
وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ
وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ

یعنی رمضان کی آمد پر جنت کے تمام دروازے وا کر دئے جاتے ہیں۔ جہنم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانی طاقتوں کو جکڑ دیا جاتا ہے

تقویٰ کے ذریعہ انسان کا رعب مخالفوں کے دلوں پر بھی پڑتا ہے اور وہ ان کے قہر سے محفوظ رہتا ہے روحانی بیماریوں اور شرور سے تو روزہ بچاتا ہی ہے (جیسا کہ اوپر کی حدیث سے واضح ہے) وہ انسان کو ظاہری نقصانوں اور بیماریوں سے بھی نجات بخشتا ہے۔

بے شک رمضان کے دوران انسان کو قدرے کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر رمضان کے ختم ہونے کے بعد انسان اپنے جسم میں ایک نئی قوت اور تروتازگی کا احساس کرنے لگتا ہے طبی لحاظ سے روزہ بہت مفید ہے اس کے ذریعہ جسم سے وہ زہریلے اور گندے مواد خارج ہو جاتے ہیں جو جسم میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ضعف اور بڑھاپے کا موجب ہوتے ہیں۔

پھر روزہ کے ذریعہ انسان شرور سے اس طرح بھی محفوظ رہتا ہے کہ روزہ کے ذریعہ انسان کے اندر مشقت برداشت کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے اور اس کے اندر اس بات کی اہلیت پیدا ہوتی ہے کہ وہ ظاہری دکھوں تکالیف و مصائب اور بیماریوں کا دفاع کر سکے۔

غرض روزہ کا ایک فائدہ یہ ہے کہ وہ انسان کو دینی و دنیوی شرور سے محفوظ رکھتا ہے۔ صحت کو بحال رکھتا ہے۔ امراض ظاہری سے بھی بچاتا ہے اور روحانی ترقی کے رستہ میں جو روکیں ہیں ان کو بھی دور کرتا ہے۔

(۳)

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک فائدہ یہ ہے کہ ان کے نتیجہ میں مومن کیلئے سہولت پیدا ہو جاتی ہے اس کی تنگیاں دور ہو جاتی ہیں اور اس کے مصائب کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے

يُرِيْدُ بِكُمُ الْيُسْرَ
وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

اللہ تعالیٰ نے روزے فرض کرکے تمہارے لئے آسانی اور سہولت چاہی ہے۔ تنگی اور عسر اس کا منشاء نہیں ایک مومن رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہے وہ سحری سے لے کر غروب آفتاب تک بھوک اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے۔ بعض جائز کاموں سے اپنے آپ کو روکتا ہے ان ساری تکالیف کے نتیجہ میں اس کے اندر قوت برداشت پیدا ہوتی ہے کفایت شعاری کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ محنت کی خصلت اجاگر ہوتی ہے۔ اگر وہ ان کو عمل کو بروئے کار لائے تو وہ اپنے لئے سہولت کے سامان مہیا کر لیتا ہے۔

پھر مومن کی تنگی اس طرح بھی دور ہو جاتی ہے کہ روزہ کے نتیجہ میں اُسے خدا مل جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ

روزہ میرے لئے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں اور جب کسی کو خدا تعالیٰ جیسا وجود مل جائے اور وہ اس کے انوار و افضال الٰہیہ کا مورد بن جائے تو اس کو نہ صرف یہ عارضی دُکھ دُکھ محسوس نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کے لئے ابدی دخول کا سامان میسر آجائے گا۔

(۴)

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ انسان اپنی ساری زندگی کو عبادت میں شمار کر لیتا ہے کیونکہ روزوں کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ

اور تا تم گنتی کو پورا کر لو اور اس کے ایک معنے یہ بھی ہیں کہ تا تم اپنی زندگی پوری کرلو انسان کھانے پینے کا محتاج ہے۔ اسلئے وہ ساری عمر تو روزے نہیں رکھ سکتا لیکن اسے ساری عمر روزے رکھنے کے ثواب کا ایک طریق اس نے یہ فرمایا ہے کہ ہر نیکی کا کم از کم دس گنا ثواب ملتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

كل عمل يضاعف
الحسنة عشرة
امثالها الى سبعمائة
ضعف

یعنی ایک مومن کو ہر نیک عمل کے بدلہ میں دس گنا سے سات سو گنا تک ثواب ملتا ہے اسی اصول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے سال میں ایک ماہ کے روزے فرض کر دئے اور اس طرح رمضان سارے سال کا قائم مقام ہو گیا اور جس شخص نے اس ماہ میں روزے رکھ لئے اس نے گویا سارے سال کے روزے رکھ لئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں اس نکتہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

من صام رمضان
ثم اتبعه ستا من
شوال كان كصيام
الدهر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکن جس شخص نے رمضان کے سارے روزے رکھے اور پھر اس کے ساتھ چھ روزے شوال کے رکھے اس نے گویا ساری عمر روزے رکھے۔ پس رمضان المبارک کے روزے رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کے ذریعہ انسان اپنی ساری زندگی کو عبادت میں شمار کرا لیتا ہے۔ اور ان کے نتیجہ میں اس کی زندگی واقعی زندگی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا عبد بننے کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا

مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ اس لئے اصل زندگی وہی ہے۔ جو نیکی اور عبادت میں گزرے اور یہ زندگی انسان کو رمضان المبارک کے روزوں کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے۔

—(۵)—

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک فائدہ آیت قرآنیہ وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ (البقرہ ۱۸۶) میں بتایا گیا ہے یعنی اس ماہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ جو افضال انوار اور رحمتیں انسان پر نازل کرتا ہے۔ انہیں دیکھ کر وہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اقرار کرنے لگ جاتا ہے۔ وہ مقام توحید کو پہچان لیتا ہے۔ اور اپنے مقام عبودیت کو بھی سمجھ لیتا ہے۔ وہ اپنے مقصد پیدائش کو پا لیتا ہے۔ پس وَلِتُکَبِّرُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدٰکُمْ میں یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ رمضان المبارک میں تم پر اس قدر فضل رحمتیں انوار اور برکات نازل فرمائے گا۔ کہ تم اس کی کبریائی بیان کرنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ تم قربانی کے کسی موقعہ کو تکلیف اور دکھ نہیں سمجھو گے۔ بلکہ اسے فضل الٰہی جانو گے۔ اور یہی ایک مومن کا نقطہ نگاہ ہونا چاہیئے۔ جو قوم قربانی کو خدا تعالیٰ کی نعمت اور فضل سمجھنے لگ جاتی ہے۔ اسے کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔ وہ ضرور کامیاب ہو کر رہتی ہے۔ لیکن حقیقی تکبیر یہی ہے کہ جتنا زیادہ ظلم ہو۔ جتنی زیادہ مصیبت کا سامنا ہو۔ اتنا ہی زیادہ انسان خدا تعالیٰ کی طرف جھکے۔ اور سمجھے کہ مجھ پر خدا تعالیٰ کے احسانات ہو رہے ہیں اور جو شخص تکلیف اور دکھ کے وقت اللہ تعالیٰ کی تکبیر اور بڑائی بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس تکبیر اور بڑائی کے بیان کرنے کے نتیجہ میں بڑھاتا ہے۔ اور وہ دنیوی اور دینی لحاظ سے ترقی کر جاتا ہے۔

—(۶)—

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک فائدہ قرآنی الفاظ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ (البقرہ ۱۸۶) میں بیان کیا گیا ہے یعنی رمضان المبارک کے روزے رکھنے کے نتیجہ میں انسان خدا تعالیٰ کا شکرگزار بندہ بن جاتا ہے اور جس شخص دل شکر کے جذبات سے بھر جاتا ہے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے شکر کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اور انسان ہر وقت ہی خدا تعالیٰ کے دروازہ پر رہتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔ اور اس کے نتیجہ میں تم میرا پھر شکر کرو گے۔ تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔ اور اس طرح شکر کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائیگا پھر اس شکر اور انعامات کے تسلسل کی وجہ سے ایک مومن کی زندگی اپنے محدود اعمال کے باوجود ابدی زندگی بن جائے گی۔

—(۷)—

ایک فائدہ رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں یہ ہے کہ ان کی وجہ سے انسان خدا تعالیٰ کے قریب تر ہو جاتا ہے جیسا کہ فرمایا

وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ۔

اے میرے رسول جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں۔ تو تو کہہ دے کہ میں ان کے بالکل قریب ہوں۔ اور جو شخص خدا تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے وہ سمجھ لیتا ہے۔ کہ میں نے خدا تعالیٰ کو پا لیا اور رب اللہ تعالیٰ کو پایا ہے۔ اسے کسی دوسری چیز کی ضرورت ہی کیا ہے۔ خدا خود اس کے پاس آجاتا ہے۔ اور کہتا ہے تو دعا کر میں قبول کروں گا۔ لیکن اس مقام پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ

فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ

وہ یقین رکھیں کہ جو احکام میں نے ان پر نازل کئے ہیں وہ ان کی بہتری کے لئے ہیں۔ اور وہ میری توحید پر ایمان لائیں اور میری صفات کی معرفت حاصل کریں اور میرے اخلاق کو اپنا کر میرے رنگ میں رنگین ہو جائیں اور اس شک میں نہ پڑیں کہ وہ میری راہ میں کوئی قربانی دے کر یا ابتلاؤں کی وجہ سے تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ بلکہ وہ اس بات پر یقین رکھیں کہ میں انہیں ضائع نہیں کروں گا۔ اور ان ابتلاؤں اور قربانیوں کے نتیجہ میں انہیں اور بھی ترقی ملے گی۔

—(۸)—

ایک فائدہ رمضان المبارک کے روزوں کا قرآنی الفاظ لَعَلَّھُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ ۱۸۶) میں بیان کیا گیا ہے۔ یعنی رمضان المبارک کے روزوں کے نتیجہ میں انسان نیکی اور خدا تعالیٰ کی اطاعت پر استقلال سے قائم ہو جاتا ہے۔ رُشد کے ایک معنی نیکیوں کے دوام کے بھی ہیں۔ لغت میں ہے الرشد الاستقامۃ علی طریق الحق یعنی راہِ حق پر استقامت اختیار کرنا۔ جو شخص چند دن نیکی کا کام کرتا ہے۔ اور پھر بغاوت اختیار کر لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا وارث نہیں ہوتا۔ اصل نیکی وہی ہوتی ہے جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بھی ایسے کام پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا کرتے جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رض کی روایت ہے۔

کان احب العمل الی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الذی یدوم (بخاری)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ پسند وہی عمل تھا جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے صحیح وارث وہی ہوتے ہیں۔ جو نیکی پر استقلال اختیار کرتے ہیں اور اپنے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتے ہیں۔ پس رمضان المبارک میں روزے رکھ کر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا صحیح وارث بن جاتا ہے۔ کیونکہ اسی عبادت کے نتیجہ میں اسے نیکی پر مداومت کرنے کی سعادت ملتی ہے۔

—(۹)—

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک بڑا فائدہ قرآنی آیت اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (المومن) میں بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ماہ میں انسان کی دعائیں قبول کرنے پر زیادہ آمادہ نظر آتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اُدْعُوْنِیْ تم مجھے پکارو اَسْتَجِبْ لَکُمْ میں تمہاری ہر پکار کا جواب دوں گا۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے ایسے ذرائع مہیا فرمائے ہیں جن سے سوئے ہوئے لوگ بیدار ہو جائیں اور وہ سمجھیں کہ اگر سارا سال نہیں تو کم از کم اس ماہ سے روحانی فائدہ اٹھائیں۔

ان دنوں میں قبولیت دعا کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ کہ قریباً سبھی لوگ خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔ مرد ہوں یا عورتیں رات کو اٹھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں۔ اسی طرح ان کی دعائیں الہامی رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سواد اعظم کی آواز کو اپنی آواز قرار دیا ہے۔ اسی طرح جب وہ راتوں کو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑاتے زاری کرتے اور اس سے دعائیں مانگتے ہیں تو ان کی دعائیں الہامی رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ اور وہ دوسرے دنوں میں کی ہوئی دعاؤں کی نسبت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔ گویا دعاؤں کی قبولیت کا ایک خاص ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دعا ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو فلاح و کامیابی کی طرف لے جاتی ہے۔ اور کمزور اور ضعیف لوگوں کا وسیلہ ہے۔

—(۱۰)—

رمضان المبارک کے روزوں کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ ان کو پوری شرائط کے ساتھ بجا لا کر انسان اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مظہر بنا لیتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے ایک رنگ میں مشابہت پیدا کر لیتا ہے۔ رمضان المبارک میں سحری کے وقت جاگنے راتوں کو اٹھ کر نوافل پڑھنے، دن کے وقت تلاوت قرآن کریم اور درس القرآن کی مجالس میں شمولیت اختیار کرنے کی وجہ سے سونے کا کم موقعہ ملتا ہے۔ عورتیں روزہ نہ بھی رکھیں۔ تب بھی وہ سحری کا انتظام کرنے کے لئے جاگتی ہیں۔ گو انسان مکمل طور پر تو نیند سے بری نہیں ہو سکتا۔ لیکن رمضان المبارک میں اپنی نیند کا ایک حصہ ضرور قربان کرتا ہے۔ گویا وہ ایک حد تک خدا تعالیٰ کی صفت لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ کی صفت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ کھانے پینے سے پاک ہے۔ انسان ہمیشہ کے لئے کھانا پینا ترک نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کے جسم کے قیام کے لئے اس کی ضرورت ہے۔ رمضان المبارک میں صبح سے شام تک کھانا نہ کھا کر انسان ایک حد تک انسان خدا تعالیٰ کی مشابہت اختیار کر لیتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزہ دار کو روزہ کے دوران جنسی تعلقات قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے وہ ان تعلقات سے کنارہ کش ہو کر خدا تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو جاتا ہے کیونکہ وہ لم یتخذ صاحبۃ ولا ولدًا کا مصداق ہے وہ جنسی میلان سے مبرا ہے۔

رمضان المبارک کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ انسان اس ماہ کی عبادات کو بجالا کر اخلاق کی اعلیٰ بنیادوں پر قائم ہوتا اور ایسے مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں ایمان مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے ذریعہ انسانوں کا باہمی رابطہ بڑھتا ہے۔ ہمدردیٔ خلق اور بنی نوع کی خدمت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ والدین جب بچوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھیں گے تو ان کے دلوں میں غریب بچوں کے لئے احساس پیدا ہوگا اور ان کے اندر ہمدردی کے جذبات پیدا ہوں گے۔ امراء روزہ رکھیں گے تو ان کے اندر بھی غریبوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوگا اور وہ ان کی بھوک اور پیاس کی تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ انسان جب ان نعمتوں سے منہ موڑ لیتا ہے جو اس کے پاس موجود ہوں اور پھر خدا اور رسول کے ارشاد کے ماتحت دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے تو اس کے اندر قربانی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس امر کی عادت ڈالتا ہے کہ خود تو ایک وقت اپنی موجودہ اور پسندیدہ چیزوں سے ہاتھ روکے لیکن دوسروں کو ان کے ذریعہ فائدہ پہنچائے انہیں کھانا کھلائے انہیں لباس مہیا کرے اور دنیا کا نظام اور تمدن اسی بات پر قائم ہے کہ انسان اپنی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر دوسرے لوگوں کی ضرورت کو پورا کرے۔

احباب کرام اللہ تعالیٰ کے اس عطاء کردہ قبولیت دعا اور روحانیت کی ترقی کے موقع سے صحیح طور پر فائدہ اٹھائیں۔ اپنی غلطیوں، کوتاہیوں اور فروگذاشتوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں۔ آئندہ کسی گناہ سے محفوظ رہنے کے لئے دعا کریں۔ اصلاحِ نفس اور حصولِ برکاتِ الٰہیہ کی کوشش فرمائیں اور خاص طور پر جماعت کی ترقی اور غلبۂ اسلام کے لئے دعائیں کریں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ جماعت کو موجودہ ابتلاؤں اور امتحانوں کے دور سے نکال کر اور اپنی خاص مدد و نصرت فرما کر توفیق عطا فرمائے کہ وہ غلبۂ اسلام کے اس فرض کو پورا کرے جو اس زمانہ میں خاص طور پر اسی کے سپرد کیا گیا ہے۔ اللّٰھم آمین۔

عینک کس کی ہے

کسی دوست کی نظر کی عینک صیغہ امانت تحریک جدید میں رہ گئی ہے۔ جس کی ہو۔ وہ دفتر سے حاصل کر لیں۔

(افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

ضرورت نگران تعمیرات صدر انجمن احمدیہ

صدر انجمن احمدیہ کو اپنی تعمیرات کی دیکھ بھال اور نئی عمارتوں کی تعمیر کی نگرانی کے لئے ماہرِ فن کم از کم اوورسیر کلاس پاس، مستعد اور مخلص دوست کی ضرورت ہے۔ جو اس صیغہ کے افسر صیغہ کی حیثیت سے کام کرے گا۔ تنخواہ حسب قابلیت دی جائے گی۔ چالیس سال سے کم عمر کے کارکن کو صدر انجمن احمدیہ کے قواعد کے مطابق مفت علاج۔ رخصتوں۔ پنشن، P.F کے حقوق حاصل ہوں گے۔

نیز چالیس سال سے زائد عمر کے دوست جن کی صحت اچھی ہو۔ وہ بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ انہیں بالمقطع الاؤنس پر رکھا جائے گا۔

مرکز سلسلہ میں رہائش کے خواہشمند دوستوں کے لئے بہت اچھا موقع ہے۔ درخواست دہندگان اپنی درخواستیں امیر یا صدر مقامی انجمن احمدیہ کے ذریعہ معہ نقول سرٹیفکیٹ و عمر جلد بھجوا دیں۔"

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

فرسٹ ایڈ کلاس

مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے مورخہ ۳ر اور ۴ر ستمبر کو بعد نماز مغرب انصار اللہ کے ہال میں فرسٹ ایڈ کلاس کا انتظام کیا۔ فرسٹ ایڈ کے بارہ میں دونوں دن مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فضل عمر ہسپتال ربوہ نے لیکچرز دیئے۔ مکرم ڈاکٹر صاحب کے دونوں لیکچرز پُر از معلومات اور عام فہم زبان میں تھے۔ جن سے شامل ہونے والے دوستوں نے پوری طرح استفادہ کیا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب نے ان لیکچروں میں ابتدائی طبی امداد کے تین بڑے مقاصد زخموں کی اقسام۔ مختلف قسم کا جلنا۔ زہریلے جانوروں کا کاٹنا اور فوری طور پر جان بچانے کی تدابیر سے متعلق ہدایات دیں۔ آخر پر عملی طور پر پٹی باندھنا سکھایا گیا۔

کلاس کے آخر پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب قائم مقام صدر مجلس نے کلاس میں شامل ہونے والے دوستوں اور مکرم ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی۔

کلاس میں مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے اراکین اور ربوہ کے حلقہ جات کے جملہ زعماء اصحاب مع مکرم زعیم صاحب اعلیٰ ربوہ شریک ہوئے۔

(سیکرٹری مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر گم ہونے والی اشیاء

متعلقہ مالکان توجہ فرمائیں

نظامت معلومات و گم شدہ اشیاء جلسہ سالانہ کے ذریعہ دسمبر ۱۹۷۳ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دوسری اشیاء کے علاوہ مندرجہ ذیل دو اشیاء دفتر ہذا میں پہنچی تھیں۔ جن کے متعلق قبل ازیں ماہ فروری ۱۹۷۴ء کے الفضل میں اعلان کروایا گیا تھا۔ مکرر اعلان کیا جاتا ہے تاکہ مالکان اپنی اشیاء حاصل کر سکیں۔ خط و کتابت کرتے وقت اپنی اشیاء کی معین شناخت ضرور تحریر فرمائیں۔ تاکہ جواب دیتے وقت سہولت ہو۔

(۱) کلائی گھڑی : ایک عدد
(۲) طلائی کانٹا : ایک عدد

(افسر جلسہ سالانہ ربوہ)

قابل فروخت اراضی

محلہ دار النصر ربوہ میں کالج کے قریب نہایت باموقع قطعات ۲۸، ۲۹ / ۲۱ دو کنال قابل فروخت ہیں۔ خواہشمند احباب ذیل کے پتہ پر خاکسار سے رابطہ قائم کریں۔

غلام محمد معرفت بشیر احمد صاحب لاہوری مکان ۲۶/۲۱ دار الرحمت شرقی۔ ربوہ۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ جو موقع عطاء فرمایا ہے اس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان مال کی پرواہ نہیں کرتے اپنا سب کچھ قربان کر دو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کے لئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں مگر محض خدا کے لئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردے پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور وہ اس قربانی میں ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے جس کی مثال دنیا کی اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی۔"

"یاد رکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔"

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد کے پیش نظر اپنا محاسبہ فرمایئے اور سال رواں ختم ہونے سے پہلے اپنا کیا ہوا وعدہ جلد از جلد ادا فرما کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل فرمائیں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید۔ ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنسان کی زبان کا اعمالِ صالحہ میں سے ہر عمل کے ساتھ تعلق پیدا ہو سکتا ہے

اِسی لئے اِسلام نے خبردار کیا ہے کہ اگر تم اپنی زبان سنبھال کر نہیں رکھو گے تو غضبِ الٰہی کے مورد بن جاؤ گے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۲ اپریل ۱۹۶۸ء کو خطبۂ جمعہ میں زبان اور اعمالِ صالحہ کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے انسان کی زبان کو بھی آزاد نہیں چھوڑا اس پر بہت سی پابندیاں عائد کی ہیں اور ایک مومن کا فرض قرار دیا ہے کہ وہ صرف سچ ہی بولنے والا نہ ہو، صرف قولِ سدید ہی کا پابند نہ ہو بلکہ احسن قول کی پابندی کرنے والا ہو اور حکمت یہ بیان کی کہ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو شیطان تمہارے درمیان فساد ڈال دے گا۔

یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ

انسان کی زبان کا اعمالِ صالحہ میں سے ہر عمل کے ساتھ تعلق پیدا ہو سکتا ہے اور ہر عمل کو انسان کی زبان ضائع بھی کر سکتی ہے اس لئے انسان کی زبان کو، اس کے قول کو، اس کے اظہار کو اسلام نے بڑی ہی اہمیّت دی ہے اور اسے اس طرف متوجہ کیا ہے کہ اگر تم اپنی زبان سنبھال کر نہیں رکھو گے تو اللہ تعالیٰ کے غضب کے مورد بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی بجائے شیطان کے مُقرّب ٹھہرو گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی اصولی تعلیم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے ؎

بدبخت تر تمام جہاں سے وہی ہوا
جو ایک بات کہہ کے ہی دوزخ میں جا گرا
پس تم بچاؤ اپنی زباں کو فساد سے
ڈرتے رہو عقوبتِ ربّ العباد سے
دو عضو اپنے جو کوئی ڈر کر بچائے گا
سیدھا خدا کے فضل سے جنّت میں جائے گا
وہ اک زباں ہے عضوِ نہانی ہے دوسرا
یہ ہے حدیث سیّدنا سیّد الورٰی

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

غرض جہاں تک عام بول چال کا تعلق ہے، اظہار کا تعلق ہے، جب دو انسانوں کے درمیان واسطہ پیدا ہوتا ہے، ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں ایک دوسرے کے افسر یا ماتحت ہوتے ہیں ایک دوسرے کی نگرانی میں ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے راعی اور رعیّت بنتے ہیں، سب کے لئے خواہ وہ دنیوی لحاظ سے اور انتظامی لحاظ سے بالا مقام رکھتے ہوں، خواہ وہ دنیوی لحاظ سے بالا مقام نہ رکھتے ہوں، ماتحتی کا مقام رکھتے ہوں، خواہ وہ سکھانے والے ہوں یا سیکھنے والے ہوں، اثر انداز ہونے والے ہوں، یا اثر کو قبول کرنے والے ہوں ہر ایک کے لئے یہ حکم دیا ہے کہ

یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ

جو سب سے اچھی بات ہے، جو سب سے اچھے طریقہ پر بات ہو، اس کی پابندی کرو ورنہ تم شیطان کے لئے رخنوں کو کھولتے ہو۔

زبان سے ایک بڑا کام الٰہی سلسلوں میں یہ لیا جاتا ہے (اور "زبان" کے اندر "قول" کے اندر ہر قسم کا اظہار ہے) کہ تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ اِس لئے آج جن کو میں مخاطب کرنا چاہتا ہوں وہ صرف پاکستان سے تعلق نہیں رکھتے بلکہ میرے مخاطب تمام وہ لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہیں اور دُنیا کے مختلف ممالک میں رہائش پذیر ہیں اور میں انہیں اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے ایک صداقت کو صداقت سمجھ کر قبول کیا ہے۔ آپ اس یقین پر قائم ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ آپ کے لئے قرآنی ہدایت کی ان راہوں کی نشان دہی کی ہے جو قُربِ الٰہی تک پہنچانے والی ہیں اور آپ کے دل میں یہ درد پیدا ہوتا ہے کہ جس صداقت کو، جس روشنی کو، جس نور کو، جس جنّت کو، جس نعمت کو آپ نے پایا ہے آپکے دوسرے بھائی بھی اسے پائیں اور اسے سمجھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے وہ بھی وارث ہوں۔ اس کے لئے آپ کو اظہار کرنا پڑتا ہے زبان سے بھی، اشاروں سے بھی، بعض دفعہ خاموشی سے بھی اور تحریر سے بھی اور عمل سے بھی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارے دل میں ایک زبردست خواہش پیدا ہوگی کہ وہ جنہوں نے اسلام کی صداقت کو قبول نہیں کیا اور اس کی حقانیّت کو نہیں سمجھا اور اس کی رُوح کو حاصل نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت سے وہ محروم ہیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابدی فیوض سے وہ ناواقف ہیں۔ یہ لوگ بھی ان تمام باتوں کو سمجھیں اور پہچانیں اور اس زندگی اور اس زندگی کی بہبود کا اور کامیابی اور فلاح کا سامان پیدا کریں۔ ہم تمہیں یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے رب کے راستہ کی طرف ان لوگوں کو ضرور بلاؤ لیکن یاد رکھو کہ یہ دعوت (اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ) حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ ہونی چاہیئے۔"

(الفضل ۲۶ اپریل ۱۹۶۸ء صفحہ ۲،۱)

ربوہ میں یومِ دفاعِ پاکستان اہتمام سے منایا گیا

ربوہ ۷ ستمبر۔ ربوہ میں کل ۶ ستمبر کو یومِ دفاعِ پاکستان پُروقار طریق پر اہتمام سے منایا گیا۔ کل صدر انجمن احمدیہ، تحریکِ جدید انجمن احمدیہ، وقفِ جدید کے دفاتر اور دیگر ادارہ جات میں عام تعطیل تھی۔ اس یادگار دن کا آغاز شہر کی جُملہ مساجد میں نمازِ فجر کے بعد پاکستان کی سلامتی و حفاظت، سالمیت و استحکام اور ترقی و خوشحالی کے لئے اجتماعی دعاؤں سے ہوا۔ عمارتوں اور بہت سے رہائشی مکانوں پر پاکستانی پرچم لہرائے گئے۔ دن بھر لوگ قبرستان کے اُس خاص قطعہ میں جا کر جہاں پاکستانی افواج کے وہ افسر اور جوان مدفون ہیں جنہوں نے ماضی میں مختلف محاذوں پر شجاعت کے جوہر دکھائے اور اِس طرح دفاعِ وطن کا فریضہ انجام دیتے ہوئے جامِ شہادت نوش کیا تھا ان کے مزاروں پر دعائیں کرتے رہے۔ انہوں نے شہداء کی بلندئ درجات اور پاکستان کی بقاء و سلامتی، سالمیّت و استحکام اور روز افزوں ترقی و خوشحالی کے لئے عاجزانہ دعائیں مانگیں۔

درخواستِ دعا:۔ میری ہمشیرہ حیدرآباد میں بعارضہ کینسر بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(اہلیہ شیخ فاروق احمد۔ سوداگر چرم۔ میہڑ ضلع دادو (سندھ)

(۲) میرے بھائی مکرم محمد شریف صاحب سابق معلّم وقفِ جدید کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں آجکل طبیعت زیادہ خراب ہے۔ انکی شفاء کاملہ کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ (صوفی نذیر احمد۔ محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر)

اخبارِ احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

ہیں بلکہ اِس فرمانِ الٰہی پر کما حقّہٗ عمل پیرا ہونے کے باعث بنی نوع انسان کے لئے اُسوۂ حسنہ آپؐ ہی ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب اور محبوب اور معبود اور مطاع بنانے کے لئے آپؐ کی کامل پیروی اور اتّباع ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنا مطلوب و محبوب اور معبود و مطاع تسلیم کرنے کے عملی تقاضوں پر روشنی ڈالنے کے ضمن میں حضور ایدہ اللہ نے علی الخصوص محبّتِ الٰہی کے تقاضوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور واضح فرمایا کہ محبّت کا ایک تقاضا یہ ڈر ہے کہ کہیں ہمارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے اور دوسرا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ اِس کیفیّت کو روحانی اصطلاح میں خشیتِ الٰہی کہتے ہیں۔ یہ خشیت ایک قسم کا ڈر کا پہلو اپنے اندر رکھنے کے باوجود تمام تر محبّت پر مبنی ہوتی ہے اور ماسوی اللہ کے ڈر اور خوف سے ایک حقیقی مومن کو کُلّی طور پر بے نیاز کر دیتی ہے۔ احمدی ہونے کی حیثیت میں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بے ہمتا اور اس کی غیر محدود صفات اور محبوبِ خدا کی حیثیت سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت و جلال کا جو عرفان حضرت مہدئ معہود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں عطا ہوا ہے اس کا ایک لازمی تقاضا جو ہمارے لئے فرضِ عین کا درجہ رکھتا ہے یہ ہے کہ ہم نفسانی جذبات کو فنا کر دیں۔ کسی بات پر اور کسی کے خلاف غصہ نہ دکھائیں۔ تضرّع اور انکسار اختیار کریں اور ہماری پیشانیاں اللہ تعالیٰ کے حضور زمین پر جُھکی رہیں اور اُس کی خشیت کے سوا کسی اور کا خوف کبھی اور کسی حال میں بھی ہمارے اندر پیدا نہ ہو۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴